واقعہ ربوہ کی تحقیقاتی عدالت کے سامنے
جماعت اسلامی پاکستان کا
بیان
جناب چوہدری رحمت الٰہی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اس بیان کا مکمل متن ہے جو جناب چودھری رحمت الٰہی صاحب قیم جماعت اسلامی پاکستان نے واقعہ ربوہ کی تحقیقاتی عدالت ۱۹۷۴ء میں اپنے وکیل جناب ایم اے رحمان صاحب کی معرفت جناب جسٹس صمدانی کو پیش کیا۔ اس بیان کے ساتھ قادیانی افسروں کے ناموں کی فہرست شائع نہیں کی جاسکی۔ کیونکہ اس کی اشاعت پر ٹریبونل کی طرف سے پابندی لگادی گئی ہے۔

واقعہ ربوہ کو اس وقت تک نہیں سمجھا جاسکتا جب تک اسے قادیانیوں کی تاریخ اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے رویے کے پس منظر میں رکھ کر نہ دیکھا جائے۔ قادیانیوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان پہلے سکھوں کا وفادار رہا اور اس کے بعد اس نے اپنی وفاداریاں انگریزوں کے ساتھ وابستہ کرلیں۔ جس کا اعتراف خود مرزا قادیانی نے حسب ذیل تحریروں میں کیا ہے:

''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریز کی خوشنودی کے لئے کی ہیں۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں۔.........صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریز کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم واحتیاط اور تحقیق توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں تا کہ ہر شخص بے وجہ ہماری آبرو ریزی کے لئے دلیری نہ کرسکے۔'' (تبلیغ رسالت جلد ہفتم، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰، ۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی شروع سے عیسائی پادریوں کے خلاف مناظروں کے لئے مشہور ہوئے۔ لیکن ان مناظروں اور عیسائیت کے رد میں ان کی تحریر و تقریر کا مقصد وہ خود اس طرح بیان کرتے ہیں:

''میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جب بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر

نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی۔ بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے، نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا۔ (وغیرہ من الخرافات) تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں میں جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو، تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا اور عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریروں کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بد امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بد زبانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس (ضمیر) نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیض و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کار کافی ہوگا...... مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔" (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر ۳ ص ب،ج، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۰)

عیسائیوں اور آریا سماجیوں کے خلاف لکھنے اور مناظرے کرنے سے رفتہ رفتہ مرزا غلام احمد قادیانی، مجدد، مسیح موعود اور بالآخر نبی ہونے کے دعوے کرتے چلے گئے۔ لیکن انگریزوں سے ان کی وفاداری میں کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ انہوں نے انگریز کی وفاداری کو اپنے اور اپنے ماننے والوں کے ایمان کا جزء اپنے الہام کا نتیجہ اور ایک مذہبی فریضہ قرار دیا۔ اس سلسلے میں منیر رپورٹ ص ۱۹۶ کے علاوہ قادیانی خلیفہ کے حسب ذیل اقتباسات قابل توجہ ہیں:

"حضور عالی! ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے۔ اس لئے اگر حکومت کی پالیسی سے قدرے اختلاف کریں۔ کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدے کی رو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود حجت قائم کرے گا۔ حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے۔ جس میں سیاسی حقوق ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں۔ جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنی ہر چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔"

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز، مندرجہ اخبار الفضل ۲۰ر مارچ ۱۹۲۲ء)

"میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تمام مسلمانوں میں اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا

ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر پہنچایا ہے۔ اول والد مرحوم کے اثر نے، دوم گورنمنٹ کے احسانوں نے اور تیسرے خداوند کے الہام نے۔"

(تریاق القلوب ضمیمہ نمبر ۳ ص ج، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

"مگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو جناب جماعت کو ملک معظم کا نہایت وفادار اور سچا خادم پائیں گے۔ چونکہ (یہ) وفاداری جماعت احمدیہ کی شرائط بیعت میں ایک شرط رکھی گئی ہے اور بانی سلسلہ نے اپنی جماعت کو وفاداری حکومت کی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ ان کی ۸۰ کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی نہیں۔ جس میں اس کا ذکر نہ کیا ہو۔"

(قادیانی جماعت کا ایڈریس جناب ہزایکسیلینسی لیفٹیننٹ گورنر پنجاب مندرجہ الفضل مورخہ ۳ نومبر ۱۹۱۹ء)

"فی الواقع گورنمنٹ ایک ڈھال ہے۔ جس کے پیچھے احمدی جماعت آگے ہی بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرا ایک طرف کرو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے۔ پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ کے ساتھ متحد ہو گئے اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پہنچتی جاتی ہے۔ ہمارے لئے تبلیغ کا ایک میدان...... ہے۔"

(الفضل ۱۵ / ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

"سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے۔ وہ تمام جماعتوں سے زائد ہے۔ ہمارے حالات اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے بڑھنے کا موقع ملتا ہے اور اس کو اگر خدانخواستہ کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔"

(الفضل ۲۷ / جولائی ۱۹۱۸ء)

"روسیہ (یعنی روس) میں اگرچہ تبلیغ احمدیہ کے لئے گیا تھا۔ لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، اس لئے جہاں میں اپنے سلسلے کی تبلیغ کرتا تھا۔ وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری بھی کرنی پڑتی تھی۔"

(میاں محمد امین صاحب قادیانی مبلغ مندرجہ اخبار الفضل ۲۸ ستمبر ۱۹۲۲ء)

"سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے وہ تمہاری سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالفین جو مسلمان ہیں، ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔"

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴)

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے

ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات طبع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(تریاق القلوب ص ۲۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا گو ہوں۔"

(تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۶۹، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰)

"بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں، تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔" (ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۴۰)

اس سلسلے میں جرمن اور افغان حکومتوں کی شہادتیں بھی خود قادیانیوں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔"

(خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

"افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار آسیائی و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں اصلاح کی راہ سے بھٹکا رہے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔"

(اخبار الفضل بحوالہ امان افغان ۳ رمارچ ۱۹۲۵ء)

انگریز کی اس کھلی، گہری اور غیر مشروط وفاداری کے ساتھ مرزا غلام احمد نے جس طرح جہاد کی تنسیخ کا اعلان کیا (منیر رپورٹ ص ۹۳) اور عیسائیوں کے خلاف تبلیغ کا جو مقصد اوپر بیان کیا ہے۔ اسے دیکھنے کے بعد یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یہ ساری سرگرمیاں انگریز اور اس کے مصالح حکمرانی کو تقویت پہنچانے والی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں انگریزی سامراج کو مختلف مسلم ممالک میں مسلمانوں کے جذبہ جہاد کی وجہ سے ان کی طرف سے شدید مزاحمت سے سابقہ پیش آ رہا تھا۔ ادھر ہندوستان میں

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور اس کے بعد تحریک مجاہدین اور شمال مغربی سرحد پر پٹھانوں اور افغانوں کی کارروائیوں کا تجربہ انہیں ہو چکا تھا۔ مسلمان علماء انگریزوں کے زیر تسلط ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے تھے اور انگریز سیاست دان یہ جان گئے تھے کہ جب تک مسلمانوں کا زور نہ توڑا جائے، سلطنت برطانیہ کو استحکام نصیب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے دیگر تدابیر کے علاوہ مسلمانوں کو اندر سے کمزور کرنے کی کوشش کی۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات اور سرگرمیاں ایک مؤثر حربے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کر کے (منیر رپورٹ (انگریزی) ص ۱۸۹) امت مسلمہ میں افتراق پیدا کیا۔ بلکہ مسلمانوں کے اساسی معتقدات (کتاب اللہ پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، تخلیق آدم، ختم نبوت، جہاد، حج وغیرہ) کے بارے میں انوکھی بحثیں چھیڑ کر ان میں پراگندہ خیالی اور فکری انتشار پیدا کیا۔ ان کے جوش و جذبہ جہاد کو سرد کر کے انگریز کی اطاعت اور وفاداری پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔

مرزا غلام احمد اور اس کے ماننے والوں کی یہ روش مسلمانوں میں ان کے خلاف بیزاری اور نفرت پیدا کرنے کے لئے کافی تھی۔ لیکن انہوں نے اسی پر بس نہ کی بلکہ قرآن میں لفظی اور معنوی تحریف کی (قادیانی امت از محمد شفیع جوش میرپوری ص ۴۳ تا ۵۸) ان صفحات میں قادیانی لٹریچر میں تحریف شدہ آیات کے عکس دیئے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، امام حسینؓ اور مسلمانوں کے مقامات مقدسہ (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) کی توہین کی۔ رسول اکرم ﷺ، اہل بیت، صحابہ کے لئے مخصوص اصطلاحات کو اپنے لئے استعمال کیا (منیر رپورٹ ص ۱۹۷) مسلمانوں کو اپنا دشمن قرار دیا (منیر رپورٹ ص ۲۰۰) اور مسلمانوں کی شکست اور انگریزوں کی فتح پر قادیان میں جشن مسرت منایا گیا۔ (منیر رپورٹ ص ۱۹۶)

مسلمانوں پر شدید اشتعال انگیز حملے کئے گئے۔ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود اور نبی نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا (منیر رپورٹ ص ۱۹۰) مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان سے شادی بیاہ کو ناجائز اور حرام قرار دیا۔ (منیر رپورٹ ص ۱۹۸، ۱۹۹) لیکن ان سب کے باوجود وہ معاشی اور سیاسی میدانوں میں انگریز کی سرپرستی میں مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ان میں گھسے رہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اگرچہ بظاہر اپنی سرگرمیوں کا رنگ مذہبی رکھا لیکن وہ اور ان کے متبعین اس مذہبی چہرے کے پیچھے شروع سے ہی سیاسی عزم رکھتے تھے۔ جیسا کہ ان کی حسب ذیل تحریروں سے واضح ہے:

"پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں، وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں۔ جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہوتی ہے، وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ پس اس سیاست کے مسئلہ کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا ہے۔ آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔"

(الفضل ۱۳/۱۸ اگست ۱۹۲۶ء)

"ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں، لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہوسکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف علمی برتری حاصل ہوگی، بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔" (الفضل ۱۲/۱۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

"میرا خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں، عدم تعاون سے نہیں۔" (الفضل ۱۸/ جولائی ۱۹۳۵ء)

"اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو سیاسیات، اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ و تعلیم کے ذریعے حکومتوں پر قبضہ کی کوشش نہ کریں، ہم اسلام کی ساری تعلیم کو جاری نہیں کر سکتے۔" (الفضل ۵/ فروری ۱۹۳۷ء)

"پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہونا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والے کا معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہئے...... جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔" (خطبہ خلیفہ محمود، الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۲ء)

قادیانی ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک کو اپنا میں بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس غرض کے لئے ہندوؤں سے اپنے تعلقات بڑھائے۔ ان کی مذہبی شخصیات کی تعریفیں کیں۔ پنڈت جواہر لعل نہرو کا استقبال اور غیر معمولی پذیرائی کی اور اسے اس قدر متاثر کیا کہ اس نے انہیں مسلمانوں کا بہترین گروہ قرار دیا۔ کیونکہ ان کا نبی اور مقام مقدس قادیان دونوں ہندی ہیں۔

ان سیاسی عزائم کے ساتھ وہ ایک طرف انگریز کی سرپرستی سے فائدہ اٹھا کر زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنے قدم جماتے رہے اور دوسری طرف مسلمانوں کے سواد اعظم کی سیاسی تمناؤں کے خلاف کام کرتے رہے: "حقیقت میں وہ انگریز کے ہندوستان سے رخصت ہونے کے بعد اس کے جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ قیام پاکستان کے مخالف تھے اور اگر کسی طرح ملک تقسیم ہوتا ہے تو اسے دوبارہ متحد کرنے کے عزائم رکھتے تھے۔" (منیر رپورٹ ص ۱۹۶)

لیکن جب بالآخر پاکستان بن گیا تو انہوں نے سر دمز میں نفوذ، سازشوں اور بیرونی طاقتوں کی مدد سے پاکستان میں مسلمانوں پر اپنا اقتدار قائم کرنے کی جدو جہد شروع کر دی۔ اس غرض کے لئے انہوں نے ایک طرف بلوچستان کو اپنے ہیں میں تبدیل کرنے کا منصوبہ بنایا (منیر رپورٹ ص ۱۹۹) اور دوسری طرف مختلف سر دمز میں منصوبہ بندی کے ذریعے نفوذ اور ملازمین حکومت اور عام لوگوں کو مرزائی بنانے کی مہم شروع کر دی (منیر رپورٹ ص ۲۰۰) اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے انگریز کی سرپرستی اور ملازمین حکومت میں اپنے نفوذ کے ذریعے ضلع جھنگ میں ایک ہزار ایکڑ سے زائد اراضی بطور گرانٹ برائے نام قیمت پر حکومت سے حاصل کی اور "ربوہ" کے نام سے اپنی ایک بستی بنائی جس میں عام مسلمانوں کا داخلہ قادیانیوں کی مرضی اور اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

ربوہ کو انہوں نے اپنا مرکز بنایا اور وہاں ریاست کے اندر ایک ریاست قائم کر لی۔ جس میں ایک مکمل سیکرٹریٹ کے تمام شعبے بشمول امور خارجہ، داخلی امور، امور عامہ، شعبہ اطلاعات و پروپیگنڈہ وغیرہ قائم کئے گئے۔ (منیر رپورٹ ص ۱۹۸)

اس مرکز میں سیکرٹریٹ کے علاوہ خدام احمدیہ، انصار اللہ اور قربان بٹالین کے نام سے نیم عسکری تنظیمیں بھی قائم کی گئیں (منیر رپورٹ ص ۱۹۸) نیز خلیفہ بشیر الدین نے قادیانیوں کو فوجی تیاری اور تربیت کی تلقین کی (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۵۰ء) اس طرح گویا انہوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے اور اس سے پہلے ایک چھوٹے پیمانے پر ریاست چلانے کا تجربہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔

راولپنڈی سازش کیس میں بھی ان کے سیاسی عزائم کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ جس میں بعض قادیانی افسروں نے سوشلسٹوں سے مل کر بزور حکومت پر قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔ قادیانی اگر زیر زمین سرگرمیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو ایک خالص مذہبی اور غیر سیاسی جماعت ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ان کے سیاسی عزائم وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں اور ایسی ایک مثال وہ پریس کانفرنس ہے جو لندن میں کی گئی۔ جس میں ظفر اللہ خان بھی موجود تھے اور جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ اگر پاکستان میں ہماری حکومت قائم ہو

گئی تو ہم کیا تبدیلیاں لائیں گے۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۴؍اگست ۱۹۶۵ء)

''اسی طرح ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں انہوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر کے جس طرح انتخابات میں نہ صرف پیپلز پارٹی کی مالی اور افرادی مدد کی اور اس ایک فیصلے کے تحت تمام قادیانیوں کے ووٹ دلائے بلکہ اپنے متعدد امیدوار بھی کامیاب کرائے۔''

(روزنامہ ندائے ملت لاہور ۲۹ نومبر ۱۹۷۰ء)

انگریزوں کی وفاداری کا جو تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے۔ اس کی رو سے چونکہ یہ الہام کا نتیجہ اور مذہبی فریضہ تھا۔ اس لئے وہ انگریزوں کے ہندوستان سے رخصت ہو جانے کے ساتھ ختم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انگریز اور قادیانی مشترک مفاد قائم و دائم ہے اور قیام پاکستان کے بعد اب تک کئی ایسے ملکوں میں جو انگریز کے زیر نگیں یا زیر اثر رہے ہیں۔ ان میں قادیانی مشن ان کی سرپرستی حاصل کرتے رہے ہیں۔ خود پاکستان میں ظفر اللہ خان، ایم ایم احمد اور عبدالسلام کی ترقی اور بین الاقوامی اداروں میں ان کی پذیرائی بھی اسی سرپرستی کی غماض ہے۔ پھر پاکستانی قوم اور حکومت کی طرف سے اسرائیل کے مکمل مقاطع کے باوجود اسرائیل میں قادیانی مشن کا سرگرم رہنا ربوہ اور قادیان کے درمیان وقفے وقفے سے افراد کا تبادلہ اور حال ہی میں ظفر اللہ خان کا سفر بھارت ذہن میں بہت سے شکوک و شبہات ابھارتا ہے۔ اس ضمن میں ظفر اللہ خان کا خط مورخہ ۴؍اکتوبر ۱۹۷۲ء بنام مسٹر زاہد ڈپٹی لیگل ایڈوائزر حکومت پاکستان لائق توجہ ہے۔ اس خط کا عکس روزنامہ جسارت کراچی مورخہ ۷؍جون ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا ہے اور اس میں ظفر اللہ نے مسٹر بیگ ایڈوائزر اطلاعات حکومت پاکستان کو ایک پارسل بھیجنے کے ساتھ مکتوب الیہ کو تاکید کی ہے کہ مسٹر بیگ کا جواب انہیں سفارتی ڈاک میں بھجوائیں۔ پھر روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۹؍جون ۱۹۷۴ء میں اس پریس کانفرنس کی پوری روداد شائع ہوئی ہے۔ جو ۵؍جون ۱۹۷۴ء کو ظفر اللہ خان نے لندن میں کی گئی۔ اس میں انہوں نے نہ صرف سراسر غلط معلومات بین الاقوامی پریس کو فراہم کی ہیں بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ امریکہ میں ہماری جماعت امریکہ کی وزارت خارجہ سے برابر رابطہ میں ہے۔ آگے چل کر فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ انگلستان میں احمدی لوگ برطانوی دفتر خارجہ سے تعلق پیدا کریں اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان کی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائیں تا کہ برطانوی حکومت بھی اپنا موثر کردار ادا کر سکے۔''

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمانوں سے ایک الگ امت کہتے ہوئے اور عملاً ایک الگ امت کی طرح رہتے ہوئے مسلمانوں کے معاشی اور سیاسی حقوق غصب کرنے اور ان پر بزور سیاسی تسلط حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کا سیاسی جزو بن کر رہنے پر مصر ہیں۔ ان کی مثال

آکاس بیل کی ہے جو کسی دوسرے درخت پر چڑھ کر اس کا رس چوس چوس کر پھیلتی چلی جاتی ہے۔ یا ان کی مثال ملت اسلامیہ کے جسم میں ایک ایسی فارن باڈی کی ہے جسے جسم کسی طرح قبول نہیں کر سکتا اور اسے نکالے بغیر نہ جسم کو چین ملتا ہے اور نہ وہ صحت مند ہو سکتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے اس اضطراب اور اس بلا سے گلو خلاصی حاصل کرنے کی کشمکش نے جب بھی اظہار کی کوئی شکل اختیار کی ہے تو قادیانیوں نے ہمیشہ اپنے سرکاری اثر و رسوخ کے ذریعے اسے سختی سے دبا دیا ہے۔ یہ کشمکش اور اضطراب ایسے ہتھکنڈوں کے نتیجے میں وقتی طور پر تو دب جاتا ہے لیکن حقیقی امن و سکون اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اس فارن باڈی کو ملت کے نظام جسمانی سے الگ کر دیا جائے۔

قادیانیوں کی دینی اور سماجی حیثیت کے بارے میں امت مسلمہ کی رائے بہت واضح اور متفق علیہ ہے:

۱...... امت میں اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ نیز اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اسے ماننے والا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

۲...... علامہ اقبال نے آج سے تقریباً چالیس سال قبل ۱۹۳۵ء میں ان کے ایک الگ امت قرار دیئے جانے کا مسئلہ اٹھایا تھا۔ نیز پنڈت جواہر لال نہرو کے نام اپنے خط مورخہ ۲۱ر جون ۱۹۳۶ء میں یہ لکھا تھا کہ: ”میرے ذہن میں اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔“

۳...... ۷ر فروری ۱۹۳۵ء کو ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اسی طرح ۳ر جون ۱۹۵۵ء کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی نے اور ۱۳ر جولائی ۱۹۷۰ء کو سول جج سمارو جھسا آباد ضلع میرپور خاص نے اپنے اپنے فیصلوں میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

۴...... ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ وغیرہ) کے علماء نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور ان کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

۵...... ۲۸ر اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی۔

۶...... اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں پورے عالم اسلام کی ایک سو آٹھ (۱۰۸) تنظیموں کے اجتماع میں قرارداد پاس کی گئی۔ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔

۷...... پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے نمائندوں نے لاہور میں اپنے اجتماع منعقدہ جون ۱۹۷۴ء میں پھر اس مطالبے کو دہرایا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے۔

۸...... ۱۴ر جون ۱۹۷۴ء کو پورے پاکستان میں اس مطالبے کی تائید اور ایک ایسی پر امن اور مکمل ہڑتال کی گئی جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس ہڑتال نے یہ بات واضح کر دی کہ اس بارے میں پوری ملت پاکستان متفق اور یکسو ہے۔

۹...... ۱۹ر جون ۱۹۷۴ء کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات اور پھر سقوط مشرقی پاکستان (جس کے بارے میں ایم ایم احمد صاحب کا کردار اخبارات میں آتا رہا ہے) کے بعد مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کا رویہ بہت جارحانہ ہو گیا ہے۔ پاکستان ایئر فورس سے جھوٹے مقدمے بنا کر جس طرح مسلمان افسروں کو نکالا گیا اور ایئر فورس کو قادیانی فورس بنانے کی کوشش کی گئی اور بالآخر وزیر اعظم کو خود اس میں مداخلت کرنا پڑی، وہ اب ایک کھلا راز ہے۔

اگرچہ پاکستان کے چیف آف سٹاف ایئر مارشل ظفر چودھری کو اسی بناء پر ریٹائرڈ کر دیا گیا تاہم ابھی تک بہت سے قادیانی سینئر افسران ایئر فورس میں کلیدی اسامیوں پر موجود ہیں۔

معلوم ہوا کہ گروپ کیپٹن سجاد حیدر پاکستان ایئر فورس ہیڈ کوارٹر پشاور ایئر فورس میں قادیانیوں کی اس سازش کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔ اسی طرح بری اور بحری فوج میں بھی قادیانیوں نے بڑے پیمانے پر نفوذ کیا ہے اور بہت ساری کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں۔

قادیانیوں نے پاکستانی افواج میں یہ پوزیشن باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت حاصل کی ہے۔ جیسا کہ ان کے خلیفہ کے حسب ذیل بیان سے واضح ہے:

"پاکستان میں اگر ایک لاکھ احمدی سمجھ لئے جائیں تو ۹ ہزار احمدیوں کو فوج میں جانا چاہئے۔ فوجی تیاری نہایت اہم چیز ہے۔ جب تک آپ جنگی فنون نہیں سیکھیں گے، کام کس طرح کریں گے۔" (الفضل ۱۱/۱۹۵۰ء)

سقوط مشرقی پاکستان کے بعد قادیانی پاکستان کو کمزور اور افواج میں اپنی مضبوط پوزیشن اور بیرونی رابطوں اور سازشوں کی بناء پر اپنے آپ کو قوی محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقلیت ہونے کے باوجود مسلمانوں کے خلاف ان کا رویہ بہت جارحانہ ہو گیا ہے۔ اس قادیانی جارحیت کی کئی مثالیں

اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں اور اب ربوہ میں نہایت صفائی کے ساتھ اور پوری منصوبہ بندی سے انہوں نے جارحیت کا ارتکاب کیا ہے۔ نشتر کالج ملتان کے طلبہ نے ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن سے گزرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ کچھ نعرہ بازی کی تھی۔ جس کے نتیجے میں جوابی نعرہ بازی اور رد عمل اسی روز ہو گیا تھا۔ لیکن آٹھ دن بعد ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو دو تین ہزار آدمیوں کا مجمع جن میں سے ایک بڑی تعداد مسلح تھی۔ طلبہ کی اس پارٹی کو سبق سکھانے کے لئے گاڑی آنے سے قبل ہی اسٹیشن پر جمع تھا۔ جو گاڑی پہنچتے ہی حملہ آور ہو گیا اور طلبہ کو اس بے دردی سے ڈبوں میں گھسیٹ کر مارا گیا کہ ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی۔ جن میں سے متعدد شدید مجروح ہوئے۔ یہ واقعہ واضح طور پر پیشگی منصوبہ بندی سے ہوا۔

ربوہ میں قادیانیوں کا جو سخت نظام اور ڈسپلن ہے اس کے تحت اتنا بڑا واقعہ ان کی جماعت اور ان کے سربراہ کے علم و منظوری کے بغیر نہیں ہو سکتا اور یہ بات بھی عام طور پر سنی جا رہی ہے کہ وہ ملک میں ایک عام ہنگامہ کھڑا کر کے فوج میں اپنی مضبوط پوزیشن سے فائدہ اٹھانے کے عزائم رکھتے ہیں یا بھارت سے ساز باز کر کے اپنے مقدس مرکز قادیان کے ساتھ جڑنا اور اپنے اس عزم کی تکمیل چاہتے ہیں جس کا اظہار انہوں نے قیام پاکستان کے خلاف ۱۹۴۷ء میں کیا تھا۔ (منیر رپورٹ (انگریزی) ص ۱۹۶)

قادیانیوں کے سلسلے میں مسلمانوں کے مطالبات یہ ہیں:

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مذہبی پیشوا ماننے والوں کو مسلمانوں سے الگ امت قرار دے کر ان کے حقوق متعین کر دیے جائیں۔

۲...... ربوہ کی وسیع سرکاری زمین جو مسلمانوں کے حقوق تلف کرتے ہوئے برائے نام قیمت پر قادیانیوں کو بطور گرانٹ دی گئی تھی، اسے واپس لیا جائے اور اہل اسلام اور پاکستان کے خلاف اس خطرناک سازشی اڈے کو ختم کیا جائے۔

۳...... جو کلیدی اسامیاں اور اتنے تناسب آبادی سے زائد جو ملازمتیں قادیانیوں کے پاس ہیں، ان سے انہیں ہٹا کر مسلمانوں کی حق رسی کی جائے تاکہ مسلمانوں کی جو حق تلفی تقریباً ایک صدی سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اس کا ازالہ ہو سکے۔

۴...... انجمن احمدیہ ربوہ کو ایک سیاسی جماعت اور اس کے تحت اور اس سے متعلق عسکری اور نیم عسکری تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

۵...... ایک کمیشن بٹھایا جائے جو قادیانیوں کے بیرونی تعلقات، ان کی اندرون اور بیرون پاکستان کارروائیوں، ان کی آمرانہ تنظیمی ہیئت، ان کے غیر ملکی مشنوں کے پردے میں کھیلے جانے اور پاکستان پر تسلط جمانے اور اسے بھارت سے ملانے کے منصوبوں کی پوری چھان بین کرے۔